© rasailojaraid.com

چاند کی تسخیر قرآن کی نظر میں

چند آفاقی دلائل کا جائزہ

مولوی محمد شہاب الدین صاحب ندوی بنگلوری
(اسلامیہ لائبریری بک بانا ور۔ بنگلور نارتھ)

(۲)

سائنس کی کوتاہی

میں نے گزشتہ صفحات میں عرض کیا تھا کہ قرآن عظیم نہ صرف غور وفکر کی دعوت دیتا ہے بلکہ غور وفکر کی راہیں بھی کھولتا ہے۔ اور بعض بعض مقامات پر سنگ میل یا روشنی کے مینار نصب کر کے صحیح راہ کی طرف اشارے کر دیتا ہے۔ اوپر کی بحث مذکورہ بالا دعوے کی ایک مثال ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ قرآن عظیم کس کس انداز میں انسان کی رہنمائی کر سکتا ہے۔

اب اس "سقف محفوظ" کا کھوج لگانا اور اس کا پتہ چلانا سائنس کا کام ہے۔ ظاہر ہے کہ سائنس نام ہے اسرار کائنات کی دریافت یا نامعلوم چیزوں کے سراغ لگانے کا۔ اب اس کو اس سے قطعاً کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیئے کہ اس چیز کا وجود حقیقتاً ہے بھی یا نہیں؛ کیونکہ سائنس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ پہلے چند مفروضات قائم کئے جاتے ہیں پھر تحقیق وتفتیش کے ذریعہ ان مفروضات کی صحت یا عدم صحت کا پتہ چلایا جاتا ہے۔ ورنہ پھر سائنس کی گاڑی ایک دن کے لیے بھی نہیں چل سکے گی اور نئے نئے حقائق کبھی ظاہر نہیں ہو سکتے۔

بہرحال یہ اصول ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی چیز سے ناواقفیت اس کے عدم وجود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ خود سائنس ہی ایسی بہت سی چیزیں فرض کر لیتی ہے جس کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا یا جس کے وجود کو وہ محسوس طریقے پر ثابت نہیں کر سکتی۔ مثلاً ایتھر کے وجود پر سائنس کا ایمان ہے جو مجبوراً فرض کر لیا گیا ہے، حالانکہ اس کے وجود پر کوئی قطعی دلیل نہیں دی جا سکتی۔

سماوات کا قرآنی مفہوم

قرآن کریم میں لفظ سماء اور سماوات تقریباً تین سو مرتبہ استعمال ہوا ہے کہیں پر واحد کا لفظ لایا گیا ہے اور کہیں پر جمع کا۔ مگر ہر جگہ اور ہر موقع پر ان کا بالکل اور یکساں مفہوم مراد نہیں ہے۔ چنانچہ سماء کا اطلاق لغوی حیثیت سے ہر اُس چیز پر ہوتا ہے جو ہمارے سروں سے اوپر ہو۔ كُلُّ ما علاك فأظلك فهو سماء (فقه اللغة) اس لحاظ سے ہمارے سروں سے اوپر اعلیٰ علیین تک جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب سماء اور سماوات میں داخل ہو سکتی ہیں۔

قرآن کریم میں سماء کا اطلاق جیسا کہ تفصیل گزر چکی ایک خاص چھت (جس میں تمام ستارے سیارے اور کہکشائیں وغیرہ سب کچھ آجاتی ہیں) کے علاوہ بارش، بادل اور ایک خاص بلندی پر بھی ہوا ہے۔ اسی طرح سماوات سے کہیں سات آسمان مراد ہیں، کہیں مختلف اجرام فلکی (جن کا دائرہ سمائے دنیا کے اندر ہے) اور کہیں پر عالم ناسوت و عالم لاہوت کی تمام چیزیں۔ تفصیلی دلائل کے لیے ملاحظہ ہو "قرآنی نظریہ سماوات"۔

اس موقع پر مجھے سماء اور سماوات پر یہ تمام بحثیں قدرے تفصیل کے ساتھ اس لیے چھیڑنی پڑیں کہ زیر بحث موضوع کا سماوات کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ پھر اگلے صفحات میں بعض ایسی آیات پیش ہوں گی جن میں سماوات سے مراد بعض سیارے ہیں۔

کائنات کی وسعت اور انسان کی بے بسی

مذکورہ بالا مباحث سے واضح ہو گیا کہ ہماری کائنات کس قدر وسیع ہے؛ اب غور فرمائیے کہ جب ایک آسمان کی کائنات ہی اس قدر وسیع ہے تو پھر بقیہ چھ آسمانوں کی کائنات کتنی وسیع و لامحدود ہو گی؛

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سمائے دنیا کی وسعت کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ ایک کہکشاں کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کا فاصلہ روشنی ایک لاکھ سال میں طے کر پاتی ہے۔ اور سمائے دنیا میں اس قسم کی اربوں کہکشائیں ہیں جو ایک دوسرے سے بہت زیادہ فاصلے پر واقع ہیں۔

چنانچہ ہماری کہکشاں (GALAXY) میں ہمارے نظام شمسی سے جو قریب ترین ستارہ ہے وہ سوا چار نوری سال کے فاصلے پر ہے اور قریب ترین کہکشاں (دیاسارم) چھ لاکھ اڑسٹھ ہزار نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے لہ

روشنی ایک سکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کا فاصلہ طے کرتی ہے۔ اس حساب سے وہ ایک سال میں جتنا فاصلہ طے کرے گی اس کو ایک نوری سال (LIGHT YEAR) کہتے ہیں اب ہمارے نظام شمسی سے جو قریب ترین ستارہ ہے وہ چونکہ سوا چار نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے، اور موجودہ خلائی جہاز کی رفتار فی سکنڈ ایک میل سے کچھ ہی زائد (یعنی ۵،۵،۵ فیٹ فی سکنڈ) ہے۔ اس لحاظ سے انسان کو اپنے قریب ترین پڑوسی ستارے تک پہونچنے کے لیے تقریباً ساڑھے سات لاکھ سال درکار ہوں گے۔ یعنی اتنی مدت تک مسلسل سفر کرنا پڑے گا جو فی الحال ایک ناممکن بات ہے۔ اور جب تک کہ انسان کم و بیش روشنی کی رفتار سے سفر نہیں کرتا اس وقت تک اس کا اپنے نظام شمسی سے قدم باہر نکالنا اور قریبی ستاروں پر کمندیں ڈالنا ممکن نہیں۔ اور اس رفتار کو حاصل کرنے کے لیے پتہ نہیں ابھی مزید کتنی صدیاں لگ جائیں!

اس کے برعکس بعض ماہرین کا اندازہ ہے کہ انسان کو اپنے قریبی ستارے تک پہونچنے کے لیے صرف تیرہ نسلیں درکار ہوں گی۔ یعنی اگر کوئی میاں بیوی خلائی جہاز میں سفر کرنا شروع کر دیں اور سفر ہی کے دوران ان کی اولاد پیدا ہوتی جائے تو اُن کی تیرہویں نسل (تیرہویں اولاد نہیں) منزل مقصود تک پہونچ سکے گی۔ (ملاحظہ ہو "زمین اور خلا کی کھوج" ص۱۱۱)

اگر اس بیان کو تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی ایک اتنا بڑا خلائی جہاز بنانا جو صدیوں تک ڈھیر سارا ایندھن اور خورد و نوش کا سامان لے کر مسلسل سفر کرتا رہے ناممکنات میں سے ہے۔ پھر ایسے مشکل اور دور دراز سفر کے لیے کون آمادہ ہو سکے گا جبکہ سفر پر روانہ ہونے والے کو یہ اچھی

لہ ملاحظہ ہو جدید معلومات سائنس [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرح معلوم رہتا ہے کہ وہ خود نہ تو منزل مقصود تک جا سکتا ہے اور نہ ہی واپس آسکتا ہے!

اب غور فرمایئے کہ جب ایک قریبی ستارے تک پہونچنا موجودہ حالات میں ناممکن دکھائی دے رہا ہے تو پھر سات آسمانوں یا آسمان اوّل وغیرہ کو تو ابھی رہنے ہی دیجئے خود اپنی ہی کہکشاں کو انسان کیا خاک فتح کر سکے گا؟ (جس کی وسعت ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ایک لاکھ نوری سال ہے) اور اس کہکشاں کو پھلانگ کر اپنی قریبی کہکشاں تک کیا خاک پہونچ سکے گا جو ہماری کہکشاں سے چھ لاکھ اسٹھ ہزار سال نوری کے فاصلے پر ہے؟ پھر بھی شور و غوغا یہی ہے کہ انسان نے گویا کہ کائنات سر کر لی اور ہر طرف اپنی فتح مندی کے جھنڈے گاڑ دئے!

غرض آسمان اول کی اس وسیع کائنات سے بے خبری کے باعث بعض لوگوں کا اس خوش فکری میں مبتلا ہو جانا کہ انسان ایک نہ ایک دن پوری کائنات مسخر کر لے گا، ایک موہوم خواب یا کسی مجذوب کی بڑ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ یا اس کی مثال بیراں نہ دی پرندم پریاں می پرانند کی سی ہے۔ دراصل انسان کا چاند پر پہونچ جانا بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص گھر سے باہر نکل کر آنگن میں کھڑا ہو گیا ہو۔ بالفاظ دیگر انسان اب تک گھر کی چہار دیواری میں مقید تھا مگر وہ اب اپنے بندھنوں سے آزاد ہو کر گھر کی چہار دیواری سے باہر نکل گیا ہے، اور ذرا کھلی فضا میں سانس لے رہا ہے۔ لہٰذا یہ انسان کا ایسا کوئی زبردست کارنامہ نہیں ہے کہ اس پر بغلیں بجائی جائیں، یا ایسی کوئی جارحانہ کارروائی نہیں ہے کہ اس سے خدا کی خدائی پر حرف آجائے (معاذ اللہ)

یہ وسیع کائنات ربانی جلال و جبروت کی شاہد

اب غور فرمایئے کہ اتنی بڑی وسیع و لامحدود کائنات کا خالق و مربی اور مدبر و منتظم کتنی زبردست قوتوں کا مالک ہو گا جس کی قوت بازو کا کرشمہ یہ سارا وجود ہے؟ پھر مزید غور فرمایئے کہ جس نے بنی نوع انسان یا ایک ذرہ خاک ــــ جو درحقیقت اسی کی قدرت کاملہ کا ایک نمونہ ہے ــــ کو اتنی قوت و توانائی بخش دی کہ چاند پر کمند پھینکے اور آسمان میں تھگلی لگائے، وہ خود کتنی عظیم و لامحدود قوتوں اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

توانائیوں سے متصف ہوگا؛ چنانچہ صانع اپنی صنعت سے پہچانا جاتا ہے کے اصول کے مطابق
اتنی بڑی وسیع کائنات خود ہی اس کے جاہ وجلال، قوت وشوکت، شان وشکوہ اور زبردست
ترین قدرت پر دلالت کر رہی ہے۔ کیا ایسی لامحدود قوتوں والا خدا و ند جل جلالہ کبھی عاجز و
بے بس ہو سکتا ہے؟

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ وَلَهُ الْكِبْرِيَاۗءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔

پس تعریف کا اصل مستحق صرف اللہ ہے جو آسمانوں
زمین کا اور تمام جہانوں کا رب ہے۔ زمین اور آسمانوں
میں اسی کی عظمت (بڑائی کار فرما) ہے اور وہ
زبردست و دانا ہے (جاثیہ: ۳۶، ۳۷)

یعنی خدا کی عظمت وجلال کا سکہ سارے ارض وسما اور کل عالم لاہوت و ناسوت پر چھایا ہوا
ہے۔ عزیز کے معنی ہیں ایسی برتر ہستی جو کسی دوسرے سے مغلوب نہ ہو سکے بلکہ سب پر غالب رہے
اور حکیم کے معنی ہیں دانا بینا۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ ہمیشہ سب پر غالب رہے گا اور حکیمانہ انداز میں
اپنی مخلوقات کا انتظام اور دیکھ بھال کرتا رہے گا۔ لہٰذا انسان کا چاند پر پہونچ جانا بھی خدائی
حکمت اور اس کے تقاضے ہی کے ماتحت ہے۔ کیونکہ تمام تمدنی ہنگاموں کی اصل باگ ڈور
بھی اُسی کے ہاتھ میں ہے:

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۔

پس پاک ہے وہ جس کے دست قدرت میں ہر چیز کی
ملکیت ہے اور تم اسی کے پاس لوٹائے جارہے ہو۔
(یٰسٓ: ۸۳)

اور خدائے جل وعلا نے اتنی بڑی کائنات صرف چھ دن یا چھ مدارج میں پیدا کر دی ہے
جو اس کی زبردست قوت کی دلیل ہے:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

بے شک تمہارا رب وہی ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو
چھ دنوں میں پیدا کیا ہے پھر عرش پر مستوی ہوا وہ دن

©rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۵۴

ہر رات کا پردہ ڈال دیتا ہے جو اسے تیزی سے آلیتی ہے اور آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو بھی اسی نے پیدا کیا جو اس کے حکم کے تابع ہیں، ہاں تو جان لو کہ دتمام جہانوں کو پیدا کرنا اور د ہر ایک جہان اور اس کی مخلوقات پر) حکم چلانا اسی کا کام ہے۔ بڑا ہی متبرک ہے اللہ جو سارے جہانوں کا رب ہے (اعراف: ۵۴)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ صلے وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۳۸

اور یقیناً ہم نے زمین و آسمانوں اور ان دونوں کے درمیانی مظاہر چھ دنوں میں پیدا کر دئیے اور ہم کو کسی قسم کی تکان نہ ہوئی (ق: ۳۸)

پھر ان اربوں کھربوں کہکشاؤں اور ان گنت ولا تعداد ستاروں اور سیاروں کو بھی وہی ایک ہمہ گیر نظم وضبط اور نفیس و بے داغ نظام کے ماتحت چلا رہا ہے۔ چنانچہ یہ تمام ستارے اور سیارے اتنے منظم طریقے پر اپنے اپنے مقررہ مداروں میں گردش کر رہے ہیں اور ایک ایسے حیرت انگیز نظام کی پابندی کر رہے ہیں کہ بے ساختہ کردگاری صنعت کی اور اس کے اصول و ضوابط کی داد دینی پڑتی ہے۔ چنانچہ یہ تمام اجرام سماوی نہ تو ایک دوسرے سے ٹکرا ہی سکتے ہیں اور نہ ان کے نظام میں کسی قسم کی خرابی ہی آسکتی ہے اور جس طرح اس وسیع کائنات کی تخلیق کے باعث خدائے عزوجل کو کسی قسم کی تھکاوٹ محسوس نہیں ہوسکی اسی طرح ان تمام اجرام کا انتظام اس کو کبھی نہیں تھکا سکتا۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۔ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۔

اس کی راجدھانی زمین اور آسمانوں پر چھائی ہوئی ہے اور ان دونوں کی نگہبانی اس کو تھکاتی نہیں، اور وہ بہت ہی برتر اور پرجلال ہے۔ (بقرہ: ۲۵۵)

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ لَهُ الْحَمْدُ

اور وہی ہے اللہ جس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ۔ ہر قسم کی تعریف اول و آخر اسی کو سزاوار ہے (لہٰذا) حکم چلانا بھی اسی کا اختیار ہے، اور تم اسی کے پاس لوٹائے جا رہے ہو (قصص : ۷۰)

خدا نے انسان کے لیے ہر چیز مسخر کر رکھی ہے

انسان جس سرزمین پر رہتا بستا ہے وہ اس کی ہر ہر چیز سے مستفید ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کوئی قیدی یا بے بس مخلوق بنا کر پیدا نہیں کیا، بلکہ اس کو ایک حد تک با ارادہ و اختیار ہستی بنا کر "خلافت ارضی" اس کے سپرد کی اور "اشرف المخلوقات" ہونے کا بیش بہا تاج اس کے سر پر رکھا ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا۔ اور ہم نے آدم کی اولاد کو یقیناً عزت بخشی اور انہیں بر و بحر میں سواریاں عطا کیں اور (خورد و نوش کی) عمدہ چیزوں سے انہیں نوازا اور انہیں بہت سی مخلوقات پر انہیں کُلی فضیلت بخشی (بنی اسرائیل : ۷۰)

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ۔ وہی ہے جس نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا (فاطر : ۳۹)

پھر اتنا ہی نہیں بلکہ کل مادہ اور اس کی تمام قوتیں بھی انسان کے قبضے میں دے دیں کہ وہ جس طرح چاہے انہیں کام میں لائے:

وَخَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔ اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اس نے تمہارے فائدے کے لیے پیدا کیا۔ (بقرہ : ۲۹)

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا کیا تم نے مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ نے تمہارے لیے زمین اور آسمانوں (دیگر اجرام فلکی) کی تمام چیزیں مسخر کر دیں اور تم پر اپنی ظاہری و باطنی (تمام) نعمتیں پوری کر دیں (حقیقت یہ ہے کہ) بعض لوگ بغیر کسی علم صحیح، یا ہدایت یا کتاب روشن کے (بلا دلیل و بلا سند) اللہ کے دین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ۔ جھگڑنے لگتے ہیں (لقمٰن : ۲۰)

یہاں پر "ظاہری و باطنی نعمتیں" خاص طور پر قابل غور ہیں جن کا ایک مفہوم یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ ظاہری نعمتوں سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو آفرینش آدمؑ سے لے کر عصر حاضر تک برابر معلوم و متعارف چلی آرہی ہیں۔ بالفاظ دیگر وہ لوازم حیات جن کے استعمال سے ہر دور کا انسان بخوبی واقف رہا ہے۔ اور باطنی نعمتوں سے مراد مادہ (MATTER) اور توانائی (ENERGY) کے وہ پوشیدہ حقائق ہیں جن کے انکشافات علوم سائنس کی ترقی کی بدولت ظاہر ہو سکے ہیں۔

چونکہ قرآن علوم سائنس کی ترقی کا اولین داعی و نقیب ہے، جیسا کہ پچھلے صفحات میں گزر چکا (نیز ملاحظہ ہو "کلوروفل اور قرآن") لہٰذا علوم سائنس کی ترقی قرآنی دعوت ہی کی بدولت ہو سکی ہے۔ اس لحاظ سے سائنس کی ترقی کی بدولت نوع انسانی جن جن آسائشوں اور پوشیدہ نعمتوں سے بہرہ ور ہو سکی ہے وہ قرآن ہی کا صدقہ اور خداوند کریم ہی کی عطا کردہ نعمتیں ہیں۔ پھر ان نعمتوں سے متمتع ہونے کے لیے انسان جن دماغی صلاحیتوں کو کام میں لاسکا ہے وہ بھی خدا ہی کی عطا کردہ ہیں۔ لہٰذا ان تمام حیثیتوں سے "وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً" کا فقرہ بڑا ہی حقیقت افروز اور معنی خیز ہے۔

اور اس اسلوب کے ذریعہ نوع انسانی میں شکر گزاری کے جذبات پیدا کرنا مقصود ہے مگر بجائے شکر گزاری کے انسان کا اُلٹے اپنے رب کریم ہی کے وجود کے بارے میں جھگڑ بیٹھنا نہ صرف حیرت انگیز ہے بلکہ نمک حرامی کے بھی مترادف ہے۔ اور اس کا یہ باغیانہ رویہ ایک بے دلیل و بے سند چیز ہے۔ کیونکہ انکار خداوندی پر نہ کوئی علمی و عقلی دلیل ہی قائم کی جا سکتی ہے نہ کوئی نقلی دلیل ہی فراہم کی جا سکتی ہے۔ آیت کے آخری ٹکڑے کا یہی مطلب ہے۔ اسی لیے ایک دوسرے موقع پر اس مضمون کو بیان کر کے ارشاد فرمایا کہ ان اشیائے کائنات کی تسخیر میں غور و فکر سے کام لینے والوں کے لیے اسباق و دلائل موجود ہیں۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ اور اس نے تمہارے لیے زمین اور آسمانوں میں موجود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۔

تمام چیزیں اپنی طرف سے تمہارے قبضے میں دے دی ہیں، یقیناً اس (تسخیر اشیاء کی حقیقت) میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے بہت سے دلائل موجود ہیں

(جاثیہ: ۱۳)

تسخیر شمس وقمر یہ تو عام اشیاء کا بیان ہوا اب چاند اور دیگر سیاروں کی طرف آیئے تو خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ یہ تمام اجرام سماوی بھی ہم نے انسان کے لیے مسخر اور اس کے تابع کر دیئے ہیں کہ وہ جس طرح چاہے ان سے اور ان کی توانائیوں سے مستفید ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ، وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ، إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ۔

اور اس نے تمہارے لیے رات دن اور آفتاب وماہتاب مسخر کئے، اور ستارے اسی کے حکم سے مسخر ہیں۔ سمجھنے والوں کے لیے یقیناً اس باب میں اسیاق (؟) دلائل موجود ہیں (نحل: ۱۲)

تسخیر کے معنی ہیں: کام میں لگانا، تابع کرنا، بس میں کرنا، مقرر کرنا وغیرہ۔ اس لحاظ سے خود اللہ تعالےٰ نے اپنی تخلیق کردہ کائنات اور اس کی ہر چیز انسان کے ... قابو کردی ہے چونکہ چاند اور دیگر سیارے بھی اسی کائنات کا ایک حصہ ہیں، لہٰذا وہ بھی انسان کے قابو اور بس میں آجاتے ہیں۔ اس لیے انسان کا چاند پر پہونچ جانا کوئی اچنبھے کی بات یا خلاف قرآن نہیں ہو سکتا (مزید دلائل آگے آرہے ہیں)۔ اور تسخیر کائنات کے سلسلے میں حسب ذیل آیات بہت جامع ہیں:

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ

اللہ وہ ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور اوپر سے پانی برسایا۔ پھر اس پانی کے ذریعہ تمہاری روزی کی خاطر (طرح طرح کے) میوے نکال دئے۔ اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝ وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ۝

کشتیوں کو تمہارے قابو میں کیا تاکہ وہ سمندر میں اس کے حکم سے چلتی رہیں (کہ تم جہاں چاہو سفر کرو) اور دریاؤں کو تمہارے بس میں کر دیا (کہ جس طرح چاہو ان پر بند باندھو اور ان کا رخ موڑ لو۔ اور تمہارے لیے آفتاب ماہتاب کو مسخر کیا (کہ ان کی قوتوں سے جس طرح چاہو تمتع حاصل کرو) اور تمہارے (آرام) کی خاطر رات اور دن کو کام میں لگایا۔ اور اس نے تمہارے تمام مطالبات پورے کئے (تمہاری فطرت کے تقاضے کے مطابق تمام ضروریات فراہم کر دیں۔ لہٰذا) اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار بھی کرنا چاہو تو تم ان کا شمار نہیں کر سکو گے۔ (اب) انسان بڑا ہی ستمگار اور ناشکرا ہے جو ان نعمتوں سے متمتع ہونے کے باوجود خدا کا انکار کر بیٹھتا ہے یا اس کے وجود میں جھگڑنے لگتا ہے

(ابراہیم ۳۲ : ۳۴)

تسخیر کائنات اور آیات الٰہی

ان آیات میں بر و بحر اور زمین و آسمان کے مختلف مظاہر کی طرف اشارہ کر کے پوری صراحت کے ساتھ اعلان فرما دیا کہ اس عالم آب و گل کی ہر چیز انسان کے قابو اور بس میں کر دی گئی ہے۔ لہٰذا ان اشیاء پر قابو پا جانے اور چند اجرام سماوی کو فتح کر لینے کا یہ مطلب نہیں کہ انسان اب بالکل ہی آزاد و خود مختار ہو گیا ہے اور یہ کہ اب اسے خدا کی کوئی ضرورت نہیں رہی، یا یہ کہ اب خدا کا وجود باطل ہو گیا یا خطرے میں پڑ گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ بعض مادہ پرستوں کا خیال ہے۔

وَآتَاكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ کے الفاظ پر غور کیجئے تو یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ انسان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو آخر وہ تمام قوتیں، صلاحیتیں، سامان آسائش اور لوازمات تمدن کیسے اور کہاں سے حاصل ہوگئے جن کے بل بوتے پر انسان کائنات کی تسخیر کرنے چلا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ تمام موزوں و مناسب ضروریات آپ سے آپ مہیا نہیں ہوگئیں اور ان تمام چیزوں کے وجود میں آنے کے لیے ماحول خود بخود ساز گار نہیں ہوگیا۔ بلکہ ایک حکیم ہستی ہے جو ان تمام لوازمات کو ایک انوکھے طریقے پر مہیا کرتی چلی جارہی ہے۔ بغرض انسان کے ان تمام "فطری مطالبات" کا بغیر کسی رکاوٹ کے پورا ہوتے چلے جانا یا دوسرے لفظوں میں انسانی فطرت اور اس کی ضروریات میں کامل توافق وہم آہنگی وجود خداوندی کی بڑی شاندار دلیل ہے۔ اسی لیے سورہ نحل کی اوپر والی آیت میں فرمایا۔ اِنَّ فِی ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ۔

غور فرمائیے کہ خدائے تعالےٰ نے تمام چیزیں اپنی قدرت سے پیدا کیں، پھر انہیں انسان کے حوالے کیا کہ انہیں جس طرح چاہے استعمال کرے۔ اب انسان خدا کی پیدا کردہ چیزوں اور توانائیوں کو استعمال کرتے ہوئے یا دوسرے لفظوں میں مادہ اور انرجی کے اصول وضوابط کو کام میں لاتے ہوئے چاند یا کسی دوسرے سیارے پر جا پہونچتا ہے تو یہ درحقیقت کس کی قدرت کا مظاہرہ ہوا؟ اور اصل تعریف کا مستحق کون ٹھہرا؟ ظاہر ہے کہ انسان نے خدا ہی کی پیدا کردہ چیزوں کو استعمال کیا ہے اور خدا ہی کی عطا کردہ قوت کا مظاہرہ کیا ہے لہٰذا تسخیر قمر کا سارا کریڈٹ انسان کو نہیں بلکہ خالق انسان جل جلالہ۔ کو پہونچتا ہے۔ اور تسخیر قمر کوئی انسانی کارنامہ نہیں بلکہ خدائی کارنامہ ہے۔ لہٰذا تعریف وتوصیف کا اصل مستحق اول وآخر خدا اور صرف خدا ہے (جل وعلا) یہ ہے موقع "الحمد للہ رب العٰلمین" کے صحیح استعمال کا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین۔

یہ ہونے چاہئے تھے انسان کے چاند پر قدم رکھنے کے بعد پہلے الفاظ جو اس کی زبان سے نکلتے۔ نہ کہ یہ الفاظ: "انسان کا ایک چھوٹا سا قدم اور انسانیت کی ایک لمبی چھلانگ" "ہمیں خلاؤں میں کہیں بھی خدا نظر نہیں آیا۔" جیسا کہ روس کے سابق وزیر اعظم نے کہا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تین قسم کے لوگ | سورہ لقمان کی یہ آیت ابھی اوپر گزر چکی ہے :

..... وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ

اور بعض لوگ ایسے ہیں جو خدا کے بارے میں بغیر کسی علم صحیح یا راہ (راست) یا روشن کتاب کے جھگڑنے لگ جاتے ہیں

اس آیت کریمہ میں تین صفات کا ذکر کر کے دراصل تین قسم کے لوگوں کو نتارا گیا ہے۔ اور اصولی حیثیت سے یہ ایک ایسا کلیہ ہے جس کی وسعت میں استقرائی طور پر ہر قسم کے منکرین و معاندین اور متردین وغیرہ سبھی لوگ آجاتے ہیں۔ جس کی مختصر تشریح یہ ہے۔

"بغیر علم" یہ مادہ پرستوں کو ڈانٹ ہے۔ جو بغیر کسی علمی یا آفاقی دلیل کے ہر معاملے میں خواہ مخواہ بغلیں بجایا کرتے ہیں۔ مثلاً روس کے سابق مسخرے وزیر اعظم خروشیف نے یوری گگارین کی پہلی خلائی پرواز کے فوراً بعد یہ ہانک لگا دی کہ خلاؤں میں ہم کو کہیں بھی خدا نہیں ملا سوال یہ ہے کہ آخر روسی خلا بازنے خلا میں دیکھا ہی کیا جس کی بنا پر اس بات کا یقین ہو گیا کہ ہو کہ خدا موجود نہیں ہے؛ اور وہ کون سی علامت و نشانی ہے جو صاف صاف خدا کے انکار پر ابھارنے والی ہے؛ پھر کیا انھوں نے پوری کائنات چھان لی ہے یا تمام کہکشاؤں کی سیر کر لی ہے؛ تعجب ہے کہ ابھی گھر سے باہر قدم نکال "آنگن" میں بھی پہونچنے نہ پائے تھے کہ جھٹ سے ایک بیان جڑ دیا گویا کہ انھوں نے کائنات کا چپہ چپہ چھان مارا ہے۔

پھر یہ ایک نرا شبہ یا محض ظن و قیاس ہے جس کی نوعیت منفی قسم کی ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کا مطالبہ ہے کہ خدا کے عدم وجود پر کوئی واضح اور مثبت علمی دلیل ہو تو پیش کی جائے (جس کو تمام منکرین مل کر قیامت تک نہیں پیش کر سکتے) جیسا ایک اور موقع پر فرمایا :

أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝

کیا ان منکرین کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر (اوپری باتوں کو) سنتے ہوں؟ اگر یہ بات ہے تو ان کا سننے والا کوئی روشن دلیل پیش کرے (طور : ۳۸)

غور فرمایئے کہ یہ آیت پاک موجودہ خلائی دور اور جدید منکرین و مادہ پرستوں کی نفسیات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی کس خوبی کے ساتھ نمائندگی و تصویر کشی کر رہی ہے؛ اس لحاظ سے یہاں پر سُلَّم (سیڑھی) سے مراد خلائی جہاز کے لیے استعارہ نہیں تو پھر کیا ہے؟

حاصل یہ کہ خدا کے عدم وجود پر کوئی مثبت علمی دلیل بن ہی نہیں سکتی سوائے چند شکوک وشبہات پیدا کر دینے کے۔ اس لیے قرآن جگہ جگہ اسی قسم کے الفاظ لاتا ہے اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ (یہ تو صرف ٹامک ٹوئیاں مارا کرتے ہیں)، اسی کو کہتے ہیں: لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔

وَلَا هُدًى: یہ ان لوگوں کی ترجمانی ہے جن کو اگرچہ کسی نہ کسی حیثیت سے خدا کا تو اقرار ہے مگر وہ انسان کو بالکل آزاد وخود مختار سمجھتے ہیں، اور کسی قسم کے ربانی قیود و پابندیوں کو ضروری نہیں سمجھتے۔ بلکہ معاندانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے خواہ مخواہ اہل ایمان کے ساتھ مناظرہ ومجادلہ کرنے لگ جاتے ہیں۔

وَلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ روشن کتاب سے مراد نوشتہ ربانی ہے یعنی خدا کے عدم وجود پر جس طرح کوئی علمی وعقلی دلیل موجود نہیں ہے اسی طرح اس سلسلے میں کوئی نقلی دلیل بھی پورے آسمانی لٹریچر میں موجود نہیں ہے۔

دراصل یہاں پر ان لوگوں کے خیالات کی نمائندگی کی گئی ہے جو کسی نہ کسی حیثیت سے آسمانی صحیفوں کے حامل ہونے کے دعویدار ہیں۔ مگر ان صحیفوں کی تعلیمات کو یا تو طاق نسیاں کر چکے ہیں یا ان کی اصلیت مسخ ہو چکی ہے۔ ایسے لوگ ہر دنیوی ترقی وخوشحالی کو رشک کی نظروں سے احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جیساکہ تسخیر قمر کے باعث بعض صحیح الدماغ لوگ تک متاثر ہو کر اپالو ۱۱ کے پیچھے دوڑ رہے ہیں یہ دراصل متردد وڈانواڈول قسم کے لوگوں کا بیان ہے جن کو قرآن مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ کہتا ہے۔ غرض اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے صحیفوں سے کوئی قطعی دلیل پیش کئے بغیر کائنات کے ہر نئے حادثے یا ہر نئے اکتشاف پر مجادلہ کرنے لگ جاتے ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ انسان کا چاند یا کسی دوسرے سیارے پر جا پہنچنا نہ تو خدا کے عدم وجود کی دلیل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور نہ اس سے خدا کی خدائی پر کوئی حرف آتا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس نہ صرف خدا کی عظمت و بڑائی کا اثبات ہوتا ہے بلکہ اس سے قرآن کے بہت سے دعووں کی صداقت وحقانیت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ جس کے باعث ایک حیثیت سے ایمان و یقین میں بے پناہ اضافہ ہوجاتا ہے تو دوسری حیثیت سے منکرین و معاندین پر حجت بھی قائم ہوجاتی ہے اسی لیے فرمایا:

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنكِرُونَ۔

اور وہ تم کو اپنے نشانات و دلائل دکھا دے گا، پھر تم اللہ کے کن کن نشانات کا انکار کرتے پھروگے؟ (مؤمن: ۸۱)

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ۔ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔

ہم ان منکرین کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھا دیں گے، ان کے چاروں طرف بھی اور خود ان کی اپنی ہستیوں میں بھی۔ تاآنکہ اس (کلام) کی حقانیت ان پر واضح ہوجائے، کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ تیرا رب (کائنات کی) ہر چیز سے واقف ہے؟ (حٰم سجدہ: ۵۳)

خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأُورِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝

انسان کی سرشت میں جلد بازی رکھی گئی ہے، میں عنقریب تم کو اپنے واضح نشانات دکھا دوں گا، لہٰذا تم جلدی مت کرو (انبیاء: ۳۷)

ان آیات کریمہ کے مطابق اب اگلے صفحات میں خدائی آیات و نشانات (دلائل آفاق) کا جائزہ لیا جائے گا، جو خصوصی حیثیت سے تذکیر و انتباہ کے لباس یا خدائی تازیانوں کے روپ میں جلوہ گر ہو رہے ہیں۔

انسان خدا کی پکڑ سے بچ نہیں سکتا

انسان خواہ کرۂ ارض پر رہے یا اپنی ذمہ داریوں سے گریز و فرار کی راہ اختیار کرتے ہوئے کرۂ قمر یا کسی دوسرے سیارے پر منتقل ہوجائے، وہ کسی حال میں بھی خدائی قانون اور خدائی پکڑ (سنت الٰہی) سے بچ نہیں سکتا بالفاظ دگر انسان دوسرے سیاروں کو اپنا مستقر بنا کر خدا کو عاجز و بے بس نہیں کر سکتا اور قضا و قدر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے فیصلے کو کسی حال میں ٹال نہیں سکتا۔ یعنی جب کسی قوم پر اس کی بدعملیوں کی پاداش میں برا وقت آتا ہے تو پھر مقررہ وقت پر اس کا تختہ الٹ دیا جاتا ہے خواہ وہ چاند پر فروکش ہو جائے یا زہرہ یا مریخ پر، اور خدا کے قانون میں کبھی کوئی تغیر و تبدل یا ترمیم و اضافہ نہیں ہو سکتا آیات ذیل میں انہیں تمام حقائق کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۖ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

اور تم نہ تو زمین میں اللہ کو عاجز کر سکتے ہو اور نہ آسمان میں۔ اللہ کے سوا تمہارا کوئی حامی و مددگار بھی نہیں (عنکبوت: ۲۲)

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا۔

اور اللہ کو کوئی بھی چیز عاجز و بے بس نہیں کر سکتی، نہ آسمانوں (آسمانی سیاروں) میں نہ زمین میں، یقیناً وہ ہمہ دان اور بڑی قدرت والا ہے۔ (فاطر: ۴۴)

ان بطش ربك لشديد۔

یقیناً تیرے رب کی پکڑ سخت ہے (بروج: ۱۲)

وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ۝ مَّا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝

اور ہم نے جس بستی کو بھی تہس نہس کیا اس کے لیے ایک وقت معین کا نوشتہ تھا (چنانچہ)، نہ کوئی امت اپنی مقررہ میعاد سے آگے نکل سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے (حجر: ۴-۵)

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝

کیا تو نے مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو حکمت و مصلحت کے ساتھ پیدا کیا ہے؛ وہ اگر چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور ایک نئی مخلوق (کوئی دوسری قوم) لے آئے۔ اور یہ اللہ کے لیے ذرا بھی مشکل نہیں ہے۔

(ابراہیم: ــــ ۲۰)

وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں تو اس بستی کے خوشحال لوگوں کو (نیکیوں یا اوامر الہیہ کا) حکم دیتے ہیں؛ مگر اس کے برعکس جب، وہ شرارت مچاتے ہیں تو ان پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

...الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا — حجت پوری ہوجاتی ہے پھر ہم اس کو پوری طرح تباہ برباد
...تَدْمِيْرًا ۝ — کردیتے ہیں (بنی اسرائیل : ۱۶)

...نَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ — یقیناً تیرا رب گھات میں ہے (فجر : ۱۴)

...كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا۔ — اور اللہ کا معاملہ بالکل مقررہ ہے (احزاب : ۳۸)

...جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔ — اللہ نے ہر چیز کے لئے ایک منصوبہ بنا رکھا ہے (طلاق : ۳)

پہلی دو آیات میں "ولا فی السماء" اور "فی السموات" کا صحیح مطلب موجودہ خلائی دور سے ...ل کب واضح ہوسکا تھا؟ پھر یہاں پر السماء اور السماوات کا مفہوم بھی الگ الگ ہے۔ جیسا ...تفصیل گزر چکی السماء کا دائرہ "سقفاً محفوظاً" تک وسیع ہے۔ لہٰذا پہلی آیت کا مطلب یہ ...ا کہ تمہاری بھاگ دوڑ کا دائرہ صرف آسمانِ اوّل تک محدود رہے گا۔ اور تم کسی بھی ستارے ...سیارے یا کہکشاں میں پہونچ جاؤ قدرت خداوندی کا نظارہ تمہیں ہر جگہ نئے نئے روپ میں ...جائے گا اور تم کسی بھی صورت سے خدا کو عاجز و بے بس نہیں کرسکو گے۔

...السماوات سے مراد یہاں پر مختلف آسمانی سیارے ہیں۔ پھر اس میں بجائے "انتم" ...شئی" کا لفظ استعمال ہوا ہے جو قابل غور ہے۔ یہ بات خوب نوٹ کر لیجئے کہ قرآن مجید ایک ...انہ کلام ہے جس کے ایک ایک لفظ میں حکمت و معرفت کے دفتر سمو دئیے گئے ہیں اور ...ی بھی لفظ زائد یا بلاوجہ نہیں لایا گیا ہے۔ بہرحال "شئی" میں ہر قسم کے راکٹ، مصنوعی سیارے ...خلائی جہاز وغیرہ سب کچھ آجاتے ہیں جو زمین اور دیگر سیاروں کے گرد گردش کر رہے ہوں ...ں پر فروکش ہوچکے ہوں، اور وہ تمام خفیہ آلات بھی جو برامن تحقیق و تفتیش کے نام پر خلائی ...ازوں میں استعمال کئے جارہے ہیں۔

اور اس آیت کریمہ میں یہ جتایا جارہا ہے کہ خدائے علیم و خبیر کو ان تمام چیزوں اور تمہاری ...ایک حرکت کا بخوبی علم ہے اور وہ تمہارے تمام منصوبوں کو خاک میں ملانے پر قادر ہے ...لیے یہاں پر "علیماً قدیراً" کے الفاظ لائے گئے ہیں جو بہت بلیغ اور معنی خیز ہیں۔ یہ ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْہِ ذِکْرُکُمْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ ہم نے تمہارے پاس یقیناً ایک ایسی کتاب بھیج دی جس میں تمہارا تذکرہ (داستان) موجود ہے (انبیاء: ۱۰)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ ہم نے بلاشبہ اس کو ایک غیر پیچیدہ قرآن بنا کر اتارا ہے تاکہ تم سمجھو (یوسف: ۲)

کے مطابق داستان جدید کے نظارے اور کتاب حکمت کی کرشمہ سازیاں۔

انسان خدائی مملکت میں

انسان اگر زمین پر رہتا ہے تب بھی اللہ ہی کی بادشاہت میں زندگی بسر کرتا ہے اور اگر چاند وغیرہ پر پہونچ جاتا ہے، تب بھی خدا ہی کی سلطنت میں رہنا بستا ہے۔ کیونکہ پوری کائنات خدا ہی کی مملکت ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَۃِ، وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ۔ تعریف کا مستحق صرف اللہ ہے زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کی ملکیت۔ اور آخرت میں بھی تعریف کا مستحق صرف وہی ہوگا۔ اور وہ بڑا ہی حکمت والا اور ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے (سبا: ۱)

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ بڑا ہی متبرک ہے وہ جس کے دست قدرت میں (پوری کائنات کی) بادشاہی ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (ملک: ۱)

وَھُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰہٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰہٌ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ اور وہی ہے جو آسمان میں بھی اللہ ہے اور زمین میں بھی اللہ ہے اور وہی حکمت والا اور ہمہ دان ہے (زخرف: ۸۴)

وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور زمین و آسمانوں کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے (حدید: ۱۰)

غرض انسان جہاں بھی رہے خدا ہی کی سلطنت و قلمرو میں رہے گا اور خدا کے مقرر کردہ حدود سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ بالفاظ دیگر انسان ہر حال میں انسان ہے اور ہمیشہ انسان رہے گا، کبھی خدا نہیں بن جائے گا۔

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ پاک ہے زمین و آسمان اور عرش کا رب (ان تمام الزامات سے) جن کو یہ لوگ (جہالت و نادانی کے باعث) اس کی طرف منسوب کرتے ہیں (زخرف: ۸۲)

(باقی)

© rasailojaraid.com